ڈاکٹر حاکم علی برڑو* محمد ارشد**

سندھ کی سرائیکی شاعری میں طنز و مزاح اور ہجویہ کی روایت (آغاز تا- 1980ء)

Abstract: *Without any doubt, Sindhi language is the identity of the land of Sindh. Saraiki nonetheless is also an important language of the province. There is a long tradition of Saraiki literature in Sindh like in other provinces of Pakistan. Humorous and satirical components are integral part of Saraiki poetry in Sindh besides other genres of Saraiki. This article discusses such elements of Saraiki poetry for the first time. Contributions of important Saraiki humorous and satirist poets like Haji Talpur, Hussain Dedaar, Hammallaghari, HammalFaqeer, Haji Khanan, and Shah Muhammad Dedaar are discussed along with the examples of their poetry.*

سندھی، صوبہ سندھ کی اہم ترین اور بڑی زبان ہے۔ یہ ایک عالیشان اور مضبوط ادبی روایت کی امین ہے۔ سندھی ادب اپنی گوں ناگوں صفات کے باعث دنیا بھر میں مشہور ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ سندھی کے ساتھ ساتھ سرائیکی بھی سندھ کی اہم زبان شمار ہوتی ہے۔ سندھ میں صدیوں سے سرائیکی زبان کو بولنے اور سمجھنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ عام بول چال کے ساتھ ساتھ سرائیکی میں شعر و ادب کی روایت بھی اپنے تشکیلی دور سے گزرنے کے بعد اب نمایاں طور پر ابھر رہی ہے۔ نثر نگاروں کے ساتھ وہاں ایسے شعرا کی بھی کمی نہیں جنھوں نے اپنی مادری زبان سرائیکی کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔

جب کسی معاشرے میں بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے۔ معاشرتی و سماجی برائیاں اور خامیاں بڑھنے لگتی ہیں۔ ظلم و ستم رواج پکڑ لیتا ہے تو تلخ حقیقتوں اور سچ کو بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ایک شاعر تلخ باتوں کو بھی میٹھے انداز میں بیان کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ اس طرح یہ لوگوں کے لیے خوشی اور اصلاح دونوں کا موجب بنتا ہے۔ اس کا ایک خاص مقصد غم زدہ لوگوں کی دلجوئی کرنا اور کسی شخص کو اپنی زندگی میں کی جانیوالی غلطیوں کا احساس دلانا ہے۔ تاکہ وہ اور دوسرے لوگ ایک بہتر اور پر امن زندگی گزار سکیں۔ اس کے لیے شاعر اپنے کلام میں کبھی طنز و مزاح سے کام لیتا ہے اور کبھی وہ ہجویہ پیرایہ اختیار کرتا ہے۔ سندھ میں تخلیق شدہ سرائیکی شاعری میں بھی طنزیہ، مزاحیہ اور ہجویہ رجحانات پائے جاتے ہیں۔ اس مقالے میں انہی رجحانات کو پہلی بار زیر بحث لایا گیا ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہء پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
* پی ایچ ڈی اسکالر

سندھ میں سرائیکی شاعری کی روایت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یوں تو اس موضوع کے حوالے سے شاعری کے نمونہ جات مختلف شعراء کے کلام میں ڈھونڈنے سے مل جاتے ہیں مگر کچھ شعراء نے باقاعدہ اور مستقل طور پر اس موضوع کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ سندھ کی سرائیکی شاعری میں طنز و مزاح کی شاعری کے نمونہ جات زیادہ تر تالپور عہد کے شعراء کے کلام میں ملتے ہیں۔ آگے ایسے تمام شعراء کے ہاں انفرادی طور پر ایسے رجحانات کا مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ سندھ کی سرائیکی شاعری میں طنزیہ و مزحیہ یا ہجویہ شاعری کے ضمن میں پہلا نام حاجی تالپور کا آتا ہے۔

سندھ میں حاجی تالپور سرائیکی کے ایک معروف شاعر کے طور پر پہچان رکھتے ہیں۔ انھوں نے سنجیدہ شاعری کے ساتھ مزاحیہ شاعری بھی کی ہے اور مختلف موضوعات کو عمدگی سے ہدف تنقید بنایا ہے۔ مثلاً غیر ذمہ دار نوجوانوں کے بارے میں اُن کا ایک دوہڑہ بہت مشہور ہے جو کچھ یوں ہے۔

ڈنگی ٹورتے ٹھوشی پٹکے ول ول ڈیکھ پچھاواں
مچھاں جنھاں دیاں ٹوپ ٹنڈن تے وات پٹیا الکاواں
جھنگ سڈیندے مردے سورہیہ گھر مرینھ ماواں
حال جنھاں دا ایجھیا حاجیؔ بن تنھا ندیاں لاواں(۱)

حسین دیدڑ تالپور عہد میں گوٹھ دیدار تعلقہ قنبر ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ میاں گنواس کے بقول انھوں نے ستر سال کے قریب عمر پائی اور 1873ء میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے حساب سے ان کی ولادت انیسویں صدی کے پہلے عشرے میں بنتی ہے۔ وہ میر حکمرانوں کی طرف سے "کاردار" بھی مقرر رہوئے۔ ان کا شمار اپنے قبیلے اور علاقے کے باثر افراد میں ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک واقعہ پیش آنے کے بعد ان کے مزاج پر درویشی اور فقیری غالب آگئی اور وہ ملازمت چھوڑ کر درس و تدریس سے وابستہ ہوگئے۔ یہ سلسلہ تاحیات جاری رہا۔

حسین دیدڑ قادر الکلام اور باکمال شاعر تھے۔ خلیفہ نبی بخش لغاری سے متاثر ہو کر انھوں نے ایک مثنوی سسی پنھوں تحریر کی۔ ان کے کلام میں اصلاح قوم کا پہلو نمایاں ہے۔ ان کی طبیعت اور شاعری دونوں میں عاجزی اور انکساری شامل تھی۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے غریب اور نادار طبقے کی حمایت کی اور زمیندار و حکمران طبقے کو اُن کے ظالمانہ اقدامات کی وجہ سے آڑے ہاتھوں لیا۔

انھوں نے اگرچہ سنجیدہ و اصلاحی شاعری زیادہ کی لیکن طنز و مزاح کے پہلو کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ وہ اپنے کلام میں جابجا ظالم و جابر لوگوں پر طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ نظم "جاگی حرکت وچ جھاں" میں ظالم و جابر لوگوں پر چوٹ کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہتے ہیں :

ظالم زمیندار ندورے رکھن ،کامے، لچے، لورے
ککڑ، چھیلے، چاون زورے گھہ ٹپلاء، کرپیون، شورے

اِسی طرح مزید کہتے ہیں:

نہ کچھ بچھن پاک حلال نکواٹن دل تے خیال

اِسی طرح وہ اس نظم میں آگے چل کر کئی جگہوں پر تمام ظالم وجابر طبقات پر چوٹ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ظالم زمیندار ندورے رکھن ،کامے، لچے، لورے
ککڑ، چھیلے، چاون زورے گھہ ٹپلاء، کرپیون، شورے
صبر کر ”حسین“ سرائی دل نہ کریں ایجھی وائی،
بھیر بیلی، گالھ پرائی متاں کو چاتنگ الائی،
چل زمانہ گیا چگائی فوج، کلی ہی بے فرمان(۲)

اپنی دوسری نظم ”یارب سائیں سُن فریاد“ میں کئی اشعار میں طنزیہ لہجہ اپناتے ہیں جیسے:

ڈیکھ خدادی رنگ ربانی قیامت دی ہے ایہہ نشانی
کافر حاکم، جھل، گرانی مول نہ وسری، بجرباراتی
ھلدی چلدی گالھ زنانی یاروائگی مُکلاء یارانی
دانھ ہوی دل نھاد دارب سائیں سُن فریاد

یہ نظم کل ۲۲ بندوں پر مشتمل ہے اور اس میں کئی بند ایسے ہیں جن میں انھوں نے معاشرے کی برائیوں اور خرابیوں کو گہرے مشاہدے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کی نظر تیز اور دل میں ہمدردی موجزن رہتی ہے۔ وہ اپنے معاشرے اور سماج کے حاشیہ نشیں کرداروں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنتے دیکھ کر دکھی ہو جاتے ہیں۔ سماج کے ان پسے ہوئے طبقات کی حمایت میں جہاں وہ ظالموں کی مذمت کرتے اور انھیں للکارتے ہیں وہاں وہ مقہور لوگوں کا سستہ کاہلی اور نکمے پن کر بھی چپ نہیں رہتے کہ ان کی نظر میں ایسے لوگ خود اپنی بدحالی کے ذمے دار ہوتے ہیں۔ وہ ایک نظم ”زمانے بازی“ میں نکمے اور نکٹھو شخص کی حالتِ زار اور اس کی شاہ خرچیوں پر کُھل کر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

تازی طرز زمانے بازی ، ڈیکھو یار بنائی
کر گئی خلقت خام سمائی، ابتر نوبت آئی،
پگڑ گھن اُڈارے بدھن ، ڈوڑھا لیک لکائی،
کناں تائیں ویڑھ وکوڑھن ڈرے چھوڑ توائی،
سولھن گز سِوائن چوٹی، قرض کمینے چائی،
گھٹیاں گھم کر، ول گھر آندے اگوں رَن رنجائی،
عورت نال اجایا جھیڑا، کر کر دنگا درلڑائی،
لنگھن سمجھ لنگھائن راتیاں، منھن تی پاندوَلائی،
ڈاڑھی ٹنگدی ڈیھاں گھمندی، آکڑنال اجائی،
حیف"حسین" تنھاں نون ہووی جنھاں پہچان نہ وجائی(۳)

حمل خان بن رحیم خانلغاری ریاست خیر پور میں واقع اپنے آبائی گاؤں میں 1225ھ/1809ء میں پیدا ہوئے۔انھوں نے ابتدائی تعلیم فارسی میں حاصل کی۔حمل لغاری فطری طور پر ذہین، سمجھ دار اور ذکاوت سے بہرہ مند تھے۔انھوں نے اپنے گاؤں میں ایک مکتب کی بنیاد ڈالی۔وہ ایک قابل، محنتی اور شفیق استاد تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ طالبعلموں میں بہت مقبول تھے۔بعد میں انھوں نے تدریس کا شعبہ ترک کر دیا، مگر جب بھی مکتب کے قریب سے گزر ہوتا تو بچوں کو (اُن کی خواہش پر) ضرور سبق دے کر جاتے تھے۔ان کا اپنے دور کے حکمرانوں، بااثر لوگوں، شعراء اور صوفی بزرگان سے بھی تعلق رہا۔

ان کی وفات 1879ء میں اپنے گاؤں "محمود خان لغاری" میں ہوئی۔حسین دیدار نہ صرف ان کے ہمعصر شاعر تھے بلکہ ایک اچھے دوست بھی تھے۔ان کی مادری زبان سرائیکی تھی۔اس لیے انکا سرائیکی کلام عمدہ ہے۔ان کے سرائیکی کلام کی زبان سادہ اور فصیح ہے۔انھوں نے اپنے خالہ زاد بھائی قاسم سے الفت کی وجہ سے سرائیکی شاعری میں قاسم تخلص بھی اختیار کیا۔عموماً وہ اپنے کلام میں حمل کا تخلص استعمال کرتے ہیں۔

ان کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔پہلا دور 1834ء تا 1853ء جو زیادہ تر عشقیہ، طنزیہ اور مزاحیہ شاعری پر مشتمل ہے۔دوسرا دور 1853ء سے 1870ء تک کا ہے۔اس دور کی شاعری کا موضوع حسن و عشق، سیاسی و رزمیہ رہا ہے۔تیسرا دور جو کہ 1870ء سے وفات تک کا ہے۔یہ مذہبی، صوفیانہ، مدح اور نصیحت نامہ پر مشتمل شاعری کا دور ہے۔پہلے دور کی شاعری میں زیادہ تر طنزیہ و

مزاحیہ شاعری موجود ہے۔ حمل لغاری کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں صلح پسندی، رحمدلی، سنجیدہ مزاجی اور خوش مزاجی شامل ہیں۔ مگر خوش طبعی اور طنز و مزاح بھی ان کی طبیعت اور اسی طرح ان کے کلام کا حصہ رہا ہے۔

حاجی تالپور اور حسین دیدار ان کے تقریباً ہمعصر شعراء رہے ہیں۔ اُن کے طنزیہ و مزاحیہ کلام کا اثر حمل لغاری پر بھی پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے انھوں نے بھی اس صنف سُخن کو اپنایا ہے۔ وہ ابعض اوقات کسی واقعے کو بنیاد بنا کر بھی شعر کہتے ہیں۔ مثلاً خیر پور میں حمل لغاری اکثر اوقات میر شاہنواز بن میر علی مراد خان سے ملاقات کے لیے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ اُن کے پاس گئے اور حسبِ معمول گھوڑے کو ملازمین کے پاس چھوڑ دیا۔ مگر ملازمین گھوڑے کو دانہ پانی ڈالنا بھول گئے ۔ اگلی صبح جب میر شاہنواز نے رسماً خیریت دریافت کی تو حمل نے فی البدیہہ ایک مزاحیہ شعر کہہ کر مکمل حقیقت بیان کر دی۔

کوٹ وچ جو کوڑ ڈھوسے ، سو ڈَیھہ کنوں وی ڈوڑا
اَگدے نہ کوئی اُٹھ انیسوں نہ تہ لنگھن مر ویسی گھوڑا (۴)

یہ شعر جہاں طنز و مزاح کی عمدہ مثال ہے وہاں حمل فقیر کی بے باکی اور حق گوئی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اِسی طرح حاجی تالپور کے مزاحیہ کلام کا اثر لیتے ہوئے انھوں نے بھی ایک طنز و مزاح سے بھرپور ڈوھڑہ لکھا ہے۔

ڈنگی ٹورتے ڈنگا پٹکا ہتھیں پنج چھی چھلے
کڈھ کڈھ پٹوئیں تے وٹ ڈیندے ابتے پیچ اَولے
آکڑ شاکڑ نال شہر وچ ٹوٹرن کرٹلے
سارا ڈینہہ گھٹیاں وچ گھمدے وَل وَل ڈیوں وَلے
لکھ روپے دی لوڑ کرں تے گھر وچ ٹھکر ٹھلے
گھم گھم تے گھر آون سانجھی پیسہ مول نہ پلے
اگوں آکھن کیا کھٹ آیو ولدی وات نہ وَلے
جمل جنھاں گھر حال اہو سو آکھ کینویں گھر ہلے (۵)

حمل فقیر کے سرائیکی کلام میں طنزیہ و مزاحیہ کلام بھی شامل ہے۔ اِن میں کئی اشعار اور نظمیں شامل ہیں۔ ان میں سے ایک نظم ”غیر ذمہ دار نوجوان“ کے عنوان سے بھی ہے۔ اس کے علاوہ ”غیر ذمہ دار عورتیں“ کے عنوان سے دوسری نظم ہے جو پہلی نظم کی طرز پر موجود ہے۔ یہ ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ نے اپنی مرتب کردہ کتاب حمل فقیر جو کلام میں شامل کی ہے۔ اسمیں حمل فقیر نے عورتوں کے مختلف روپ بیان کیے ہیں۔ وہ ایسی خواتین کو درست نہیں سمجھتے جو اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزت کا خیال نہ رکھتے ہوئے آزادانہ گھومتی ہیں

اور ہر کسی سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ عورتوں کی دوسری قسم کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اشعار میں کہتے ہیں کہ یہ وہ عورتیں جو رات کو جلدی سو جاتی ہیں اور صبح بہت دیر بعد جاگتی ہیں۔ اُلٹا ہر وقت منہ لٹکائے بیٹھی ہوتی ہیں۔ اور تیسری قسم اُن عورتوں کی ہے۔ جو ہر وقت لڑائی جھگڑے میں وقت گزارتی ہیں اگر بازار کسی کام سے جائیں تو شام ڈھلے واپس آتی ہیں۔ اور اس طرح کی عورتوں نے عورت ذات کا بھرم ختم کیا ہے۔

اِسی طرح ایک اور نظم "سُلکتی اور کُلکتیزال" کے نام سے ہے۔ جس میں اُن عورتوں کی چالاکیوں اور خوبیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو کام بھی کرتی ہیں اور مردوں کو بھی اپنا مرید بنا رکھا ہے۔ اسی طرح صفحہ ایک اور نظم "رقیب" بھی ہے جس میں رقیب کی حالتِ زار بیان کی گئی ہے۔ اِس نظم کے بھی دو بند ہیں۔ اِن میں سے ایک بند ملاحظہ ہو:

ھک رقیب روازے مئَن نال ، رات ڈیںھاں لُچ لڑدا
دل وچ کڑھدا
عاشق نال الیّدیندا احمق، آءُ اَنکھیں وچ اَڑدا
سولی چڑھدا
یار سجن دے سیر آون دے ،گھیر گھنیاں گھن کڑدا
دوزخ وڑدا
حمل! حق تعالیٰ شالا! پاک رکھیا کُل پڑھدا
دشمن سَڑدا(۶)

شاہ محمد دیدڑ (1830ء۔1892ء) ایک اور بلند پایہ شاعر، ذہین اور معاملہ فہم انسان تھے۔ وہ حسین دیدار کے نواسے تھے۔ شاہ محمد دیدار کے کلام میں اپنے نانا کی طرح مشاھدے کی گہرائی بھی موجود تھی۔ بچپن میں ان کی ملاقات حمل فقیر سے ہوئی تھی جب حمل فقیر، اپنے دوست شاعر حسین دیدار سے ملنے آیا کرتے تھے اور ان کی محفل میں شاہ محمد دیدار بھی موجود ہوتے تھے۔ اس لیے علمی و ادبی ماحول بچپن سے ہی ملنے لگا۔ جس طرح حمل فقیر کے کلام پر حسین دیدار کے کلام کا اثر موجود ہے اُسی طرح حمل فقیر نے شاہ محمد دیدار کے کلام پر بھی اپنا اثر ڈالا ہے۔ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ وہ ایک فی البدیہہ شاعر تھے اور اس کے قرائن ان کے کلام کے مطالعے سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ جہاں وہ روز مرہ پیش آمدہ واقعات اور سیاسی و سماجی حالات کو اپنی سرائیکی شاعری میں ہدف نقد بناتے ہیں۔ شاہ محمد دیدار کا بیشتر کلام مدح، داستان، ٹیھ اکری (سی حرفیوں)، بیت، کافیوں اور مولود پر مشتمل ہے۔ وہ بچپن سے ہی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ، بردبار، حلیم اور سنجیدہ مزاج بھی تھے جس کا اثر ان کے کلام میں بھی موجود ہے۔

ان کا کلام حسن و عشق، نصیحت اور دنیا کی بے ثباتی جیسے موضوعات پر مشتمل ہے مگر اس میں عاجزی و انکساری کا پہلو بھی موجود ہے۔ ان کے کلام میں سنجیدہ شاعری کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں بتایا گیا ہے کہ ان کے کلام کا ایک حصہ مختلف واقعات کے تناظر میں لکھا گیا ہے جو حاجی خانن چن جتی اور شاہ محمد دیدار کے درمیان ایک مشاعرے میں ہونے والے مقابلے کے بعد سامنے آیا۔ حاجی خان محمد عرف حاجی خانن جینجتی (1842ء تا 1915ء) گوٹ میاں داد چن جتی متصل نصیر آباد ضلع لاڑکانہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد رئیس دوست محمد خان صوم و صلوٰۃ کے پابند، نیک، سمجھدار، اور اصول پسند انسان تھے اس لیے گاؤں کے تمام فیصلے وہ خود کرتے تھے۔ حاجی خانن باکمال شاعر تھے۔ ان کا کلام خاص طور پر کافیاں عوام الناس میں مقبول تھیں۔ جن میں تصوف کا موضوع بھی شامل تھا۔ میاں عزیز اللہ گنواس اپنے ماموں رئیس فتح محمد خان گنواس کے حوالے سے لکھتے ہیں جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

1888ء میں نصیر آباد میں شعراء اکٹھے ہوئے۔ اس میں گردونواح کے بہت سارے شعراء شامل تھے۔ اس مشاعرے میں شاہ محمد دیدار اور حاجی خانن چنجتی کی حیثیت خصوصی تھی۔ تمام شعراء کے کلام سنانے کے بعد ان دونوں میں شاعرانہ مقابلہ شروع ہوا اور رات بھر جاری رہا۔ یہ اس وقت تک چلا جب نزدیکی مسجد سے صبح کی اذان ہوئی۔ اِس کے بعد منصفین اور لوگوں کی متفقہ رائے سے یہ فیصلہ شاہ محمد دیدار کے حق میں ہوا۔ اس کے بعد کسی چغل خور نے حاجی خانن کے کان بھرے کہ یہ فیصلہ انصاف کا نہیں تھا بلکہ خوشامد کا تھا۔ جس کے سبب دونوں میں غلط فہمی پیدا ہوئی اور حاجی خانن اور شاہ محمد دیدڑ نے ایک دوسرے کے بارے میں ہجو یہ و طنزیہ کلام تحریر کیا۔

دیدڑ:

ے آکھو خانن بھاڑی کوں، کیوں ڈکھیندیں ڈاڑھی کوں

اِس کے جواب میں حاجی خانن کہتے ہیں

ے آکھو شاھن سیانے کوں، کیوں الیندے نیاڑے کوں

شاہ محمد دیدڑ فقیر کے قد کاٹھ جسامت اور رنگ پر ٹوک کرتے ہوئے حاجی خانن کہتے ہیں:

حاجی خانن:

ے کاری ککڑ مَر، ٹرکندی وَتے
بدک کُکڑ مَر، کرکندی وَتے

شاہ محمد:

حاجی خانن وڈیرو تے حاجی خانن وڈیرو،
واں منجھان ویڑھی تیندس ، داڑھی ۶ مان ڈِھیرو،
َھی پچھے ماں کان، تہ پیَ منھنجو کھڑو؟
چی بیٹھو ھوندو بازار میں جن کھنجھن کتھو گیرو
سو حاجی خانن وڈیرو(۷)

اِس واقعے کے کچھ عرصے کے بعد دونوں بزرگوں کو احساس ہو گیا کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ دونوں میں صلح ہوئی اور تعلق دوستانہ ہو گیا۔

فقیر ہدایت علی نجفی 1894ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اللہ داد عرف تراب علی فقیر ایک اہل دل سالک اور صوفی منش بزرگ تھے۔ فقیر ہدایت علی نجفی بچپن سے ہی باکردار اور صوفی طبیعت کے مالک انسان تھے۔ عشق مجازی میں مبتلا ہوئے مگر ناکام رہے، اس واقعے سے اتنے متاثر ہوئے کہ پھر شادی نہ کی اور عمر بھر مجرد رہے۔ سیر وسیاحت، کتابوں کے مطالعہ وتالیف اور شاعری جیسے مشاغل کو ہمیشہ اپنائے رکھا۔ ان کی شاعری سندھی اور سرائیکی دونوں زبانوں میں موجود ہے اور دونوں زبانوں میں سنجیدہ شاعری کے ساتھ ساتھ کچھ مزاحیہ شاعری بھی کرتے رہے۔ وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے ردیف وار سرائیکی دیوان ”گوہر آبدار“ لکھا۔

انھوں نے ادیب، شاعر اور مزاح نگار میاں شمس الدین بلبل سے متاثر ہو کر مزاحیہ کلام لکھا۔ شمس الدین بلبل کی مشہور زمانہ مزاحیہ نظم ”کریما نیچرل“ سے متاثر ہو کر مزاحیہ نظم ”محمود نامہ نیچرل“ لکھی۔ اس کے علاوہ ان کی نظموں اور غزلوں میں کئی مزاحیہ اشعار موجود ہیں۔ ”محمود نامہ نیچرل“ میں انگریزی تہذیب وتمدن کے شوقین اور دلدادہ مرد وخواتین (لیڈیز اینڈ جنٹلمین) کی حالت زار اور غلامانہ سوچ پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے طنز کیا ہے۔ ان کے نزدیک انگریزی زبان سیکھنا اور بولنا معیوب نہیں مگر اپنی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر بدیسی حکمرانوں کی تہذیب وتمدن کو اپنانا اور ایک طرح سے دیسی انگریز بننا معیوب ہے اور غلامانہ سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی لیے وہ ایسے اقدام کی کھل کر مذمت کرتے ہیں۔

احمد فقیر مستان سندھ کے قادرالکلام اور عمدہ شاعر ہیں جنہوں نے سنجیدہ شاعری کے علاوہ مزاحیہ وطنزیہ شاعری کو باقاعدہ طور پر اختیار کیا ہے۔ انھوں نے اپنے سندھی وسرائیکی کلام میں مزاحیہ رنگ کو کمال درجے تک پہنچایا ہے۔ احمد فقیر کے مزاحیہ کلام کو پروفیسر قادر بخش مگسی نے ”احمد فقیر مستان جو مزاحیہ کلام“ کے نام سے کتابی شکل میں مرتب کیا ہے۔ جسے کراڑ پبلیکیشن ٹنڈو محمد خان نے 2009ء میں شائع کیا۔ اس میں 26 سندھی اور 2 سرائیکی مزاحیہ نظمیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سرائیکی کلام میں 33 طنزیہ ومزاحیہ ابیات

بھی شامل ہیں۔ وہ اپنے مزاحیہ کلام میں معاشرتی مسائل کو بھی اجاگر کرتے ہیں سماجی خرابیوں اور برائیوں پر چوٹ کرتے ہوئے لوگوں کو ناصحانہ انداز میں سمجھاتے بھی ہیں۔ وہ اپنے مزاحیہ کلام میں مثلاً عورتوں کے فیشن پر یوں طنزیہ وار کرتے ہیں:

قميص اتي ڪي زالان اڄ ڪلهہ ڪيتي ڪوڏ وديان هن
ٻيان ول تال تنهان دي هردمہ ٻڌي هوڏ وڌيان هن
سي گھاگھري پائي ڏيک ٻڌي جهڙي گوڏ وديان هن
ابتي وال ولائي چائي، مٿا موڏ وديان هن
ارهہ اُپي لس لاتون ڪيتي، لائي لوڏ وديان هن
سنهڙي پوتي سر تي رکي، ڪدي روڏ وديان هن
پاٽي دي وچ پاڙي ٻيهٽي ڪِتي ٻوڏ وديان هن
اڳلا ويس تہ پائي 'احمد' پوڙهيان پوڏ وديان هن (۸)

سندھ میں سرائیکی شاعری میں طنز و مزاح کے جو عناصر پائے جاتے ہین ان میں اصلاحی پہلو نمایاں ہے۔ تمام شاعر اپنی معاشرتی اقدار کو زیادہ بہتر خطوط پر استوار دیکھنا چاہتے ہیں، اور جہاں کہیں انھیں بگاڑ کی کوئی صورت نظر آتی، وہ اسے اپنا موضوع ضرور بناتے ہیں۔ ایک ہمدردانہ احساس کے ساتھ معاشرے کی ترجمانی کرتے ہوئے ان تمام شعرا نے جہاں اپنے کلام میں طنز و مزاح کے رنگ بکھیرے ہیں، وہاں انھوں نے معاشرے کی برائیوں اور کمزور پہلووں پر کھل کر تنقید کی ہے۔ ان کا مقصد اصلاح احوال کے سوا کچھ نہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے کہ نہیں مگر یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے تئیں چپ نہ رہے بلکہ انھوں نے ااس حوالے سے اپنے جذبات واحساسات کا اظہار ضرور کیا اور شعری پیرائے میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔

حوالہ جات:

۱۔ رسولپوری، محمد اسلم، منتخب سرائیکی کلام حمل لغاری، ملتان، بزم ثقافت 1981ء صفحہ 19

۲۔ عبدالکریم سندیلو، ڈاکٹر، کلیاتِ حسین دیدڑ، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ 1992ء صفحہ 22

۳۔ عبدالکریم سندیلو، ڈاکٹر، کلیاتِ حسین دیدڑ، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ 1992ء صفحہ 57

۴۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر، سندھ میں اردو شاعری، کراچی، محکمہ ثقافت حکومت سندھ 2012ء صفحہ 155

۵۔ رسولپوری، محمد اسلم، منتخب سرائیکی کلام حمل لغاری، ملتان، بزم ثقافت، 1981ء صفحہ 19،20

۶۔ نبی بخش خاں بلوچ، ڈاکٹر، حمل فقیر جو کلام، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، 2011ء صفحہ 366

۷۔ سندیلو، عبدالکریم، کلیات شاہ محمد دیدڑ، جامشور، سندھی ادبی بورڈ، سندھ، 1977ء، مقدمہ صفحہ 9

۸۔ قادر بخش مگسی، پروفیسر، احمد فقیر مستان، جو مزاحیہ کلام، ٹنڈو محمد خاں، کراڑ پبلیکیشن، 2009ء صفحہ 126

☆☆☆☆☆